هو الغفور الرحیم

رساله در تحقیق زبان اردوے معلے موسوم بنام تاریخی

زبان ریخته

۱۲۷۵

مولوی عبد الغفور خان صاحب

بصحت تمام و حسن اہتمام و ساعات خیر انجام

در مطبع نامی منشی نولکشور مزین بطبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ حرف غلط صفحۂ ہستی نقش باطل کارگاہ بلندی و پستی عبد الغفور نساخ
سخن پروران گرامی فن و زبان آوران عالی سخن کی خدمت میں عرض رسا ہے
کہ جب اس سوختۂ تجلی کدۂ طور معانی کے دل میں لمعۂ شوق شعر و سخن شعلہ زن ہوا اور
آفتاب ذوق مضامین بلند اس ذرۂ بیمقدار کے ساحت دل پر پرتو افگن ہوا شعرائے
متقدمین و متاخرین زبان اردو کے اشعار دیکھنے لگا انکی زبان اور محاورے میں بہت
فرق پایا گیا بے تحقیق کمر ہمت چست باندھی خوب تفتیش کی برسوں اسی فکر میں رہا
ایک عمر کو برباد کیا آخر جب بہت سے دیوان اور تذکرے نظر سے گذرے بہت سی کتابیں
دیکھیں بیشتر مسئلے اسکے حل ہو گئے بہت سی باتیں معلوم ہو گئیں تب جی میں آیا کہ زبان اردو
کی کیفیت کو ولیسے زبان پر لاؤں کہ اردو کس زبان کو کہتے ہیں اور وجہ تسمیہ اسکی کیا ہے
اور نظم اردو کو ریختہ کیوں کہتے ہیں اور کب سے یہ زبان اقلیم ہند میں مروج ہوئی ہے
اور کیونکر اصل ہندی میں تصرف ہوتا گیا اور کسطرح پر تغیر و تبدل واقع ہوا اور کس عہد
شعرا کی زبان کا کیا طرز تھا پس معلوم ہو کہ زبان اردو کو اردو کیوں کہتے ہیں اسکی وجہ
تسمیہ کو بعضوں نے اسطرح پر لکھا ہے کہ زبان فارسی و ترکی میں اردو لشکر کو کہتے ہیں
اور چونکہ یہ زبان لشکری و حضوری و ایستادگان پایۂ تخت شاہی کے زبان پر جاری
ہوئی اسلیے اس زبان کا نام اردو پڑ گیا چنانچہ صاحب دستور شگرف نے بھی جس مقام میں

تو

توضیح اقسام زبان پارسی کی ہے زبان دری کی تعریف مین یہ بات لکہی ہے
کہ جس زبان مین حاضران و باریابان درگاہ سلاطین گفتگو کرتے تہے اوس زبان کو در
سلطان کی طرف منسوب کرکے دری کہتے ہین یہی حال زبان اردو کے اردو نام
پڑنے کا بہی ہے اور بعضون نے نظم اردو کے ریختہ کہلانیکی وجہ تسمیہ کو اسطرح بیان
کیا ہے کہ معمار ونکے محاورے مین ریختہ اوس مصالحہ کو کہتے ہین جسکو واسطے استحکام
در و دیوار کے چند اجزا مخلوط کرکے بناتے ہین اور چونکہ زبان اردو کے نظم مین بہی
الفاظ عربی مثل اللہ و رسول و فارسی مثل دل و زبان و ترکی مثل چاقو و باورچی و
عبرانی مثل یوسف و ہارون و یونانی مثل کیمیا و قرطاس و اصطرلاب و ہندی مثل
چہچہر و پتلا و اٹکل و سنسکرت مثل موتی و دانت و بچالو و زبان ٹامل مثل ارد یعنی ماش
و زبان تلنگ مثل بڑا جو کدو و ماش وغیرہ چیزون سے کہانیکے لیے بناتے ہین و زبان
گجرات مثل تہا یعنی خورد و کے و زبان چین مثل لیچی یا لیچو میوہ معروف و زبان ملائی
مثل گدام و زبان امریکا مثل تنباکو کی ترکیب ہے اسلیے اسکا نام ریختہ رکہا گیا ہے
زبان اردو زمرہ شہر دہلی کو کہتے ہین اوس شہر مین قدیم الایام سے برابر زبان
ہندی مروج تہی ہر شخص اوسی زبان مین کلام کرتا تہا جب پانسو اٹہاسی ۵۸۸ مین سلطان معز الدین مشہور
بہ شہاب الدین محمد غوری نے ملک ہند پر چڑہائی کی اہل ہند کو شکست دی
پتہورا کا کام تمام کیا تمام ملک ہند سلاطین غور کے قبضہ اختیار مین آیا رفتہ رفتہ زبان
قدیم مین لفظ فارسی عربی و ترکی ملتا گیا اوس عہد مین حضرت امیر خسرو دہلوی نے
کہ انتقال انکا ۷۲۵ سات سو پچیس ہجری مین واقع ہوا ہے بہت سے شعر ملمع کے کہے ہین چنانچہ یہ شعر انکا

شعر

زحال مسکین مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں	کہ تاب ہجران ندارم اے جان نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

جب محمد شاہ بن تغلق شاہ سریر آرائے سلطنت ہوئے ظلم و ستم مین انکا شہرہ ہوا
باشندگان دہلی پر یہ ایک تازہ ظلم کیا کہ اونکو شہر مین رہنے نہ دیا دیوگیر معروف
بدولت آباد مین بہیجدیا اور پہر قبل اپنی سلطنت کے زوال کے اون لوگون کو دہلی مین

منگوالیا اس نقل وحرکت کے باعث بہت سے الفاظ دکھنی بہی زبان دہلی مین
مل گئے زبان مین ایک نقص پیدا ہوا اور یہی انداز گفتگو آخر عہد جہانگیر شاہ تک رہا لیکن
جب شاہجہان بادشاہ نے سنہ ایکہزار اٹہاون ہجری مین شاہجہان آباد کو آباد کیا اور شہر قدیم
کہ دہلی اندرپت مین تہا معطل ہو کر ملقب بشہر کہنہ و قلعہ کہنہ ہوا شاہجہان آباد مین اطراف
وجوانب عالم سے ہر قسم کے ذی علم اور صاحب استعداد اور قابل لوگ آکر مجتمع ہوے
قدیم ہندی متروک ہونے لگی محاورے مین فرق ہونے لگا زبان اردو کی ترقی شروع ہوی
تو بہی دکہنی لفظونکا استعمال رہا کیا اور سبب اسکا یہ تہا کہ جو لوگ ہمرکاب سلاطین ممالک
دکہن کو جاتے تہے اشعار شعرای دکہن مثل احسن و احمد و اشرف و جعفر و خوشنودی و سالک
و سعدی و عزیز اللہ و فضلی و لطفی و محمود و نقی و ہاشم کے لاتے تہے اور وہ اشعار مطبوع طبع
باشندگان شاہجہان آباد ہوتے تہے اسی طرح الفاظ دکہنی رواج پاتے تہے شعرای مذکورہ
بالا کے چند شعر یہ ہین

احسن

جب تے سفر پی نے کیا ہے تب تے غریب آوارہ ہون ۔ یا پیک پی آیا کرین یا مجہکو لین بلوا پی کر

احمد

بہرین نین کی چہگلان صبوری سات ہے توشہ ۔ مگر ہمت کی باندہی اور ہمت کی باٹ پر نکلے

اشرف

پیا بن ہی تن مین اگن لہایا ہے جو ہوی ہو سو ہو ۔ بہبہوت اتپ کجیو نکا انگ لایا ہے جیتا ہو جوگی ہو سو ہو

جعفر

غمزان سے دیکہو شوخ نے مجہہ مار کر چلے ۔ مجروح تس پہ راہ مین ٹہار کر چلے

خوشنودی

سب بن جا کے سیج پر تو بہی سجن آیا نہین ۔ چپ چپ کے دیکہی باٹ مین من کو دکہلایا نہین

سالک

پہرون بہوش سب گئین ہر سنہ پا پدل پہرے ۔ یقین ہے جہوٹ من پیارے کہ سالک کو لہاتا تا

سعدی

ہمنا تمن کو دل دیا تمنے لیا اور دکھ دیا — ہم یہہ کیا تم وہ کیا یہہ ہی جگت کی ریت ہے
دو نین کے کہپر کرون رو رو بجون لِل ہرو ... — پیش سگ کو بیٹ ہر دل پیا پچاس کی ہے
سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ — در ریختہ دُر ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

عزیز الله

Aziz ullah

مصحف تجھ جہان میں کیا سکت لون جچ لیا تجھی — عاجز عزیز اسد او پر دکھن کے سب ہران ہو

فضلی

Fazli

رکھوں ہیوں نہیں ان جانان تصدق تجھ پہ کرنے کو — کیا سب تن کو میں ورین اچھوں ویس نیا پی جان

لطفی

Lutfi

تجہہ عشق کی اگن سے شعلہ ہو جالا وٹہا جیو — دل موم کے نمونہ گل گل پگہل گیا ہے
میں عشق کی گلی میں گہائل پڑا تہا تس پر — جو بن کا ناتا آکر مجھ کو کہندل گیا ہے

محمود

Mahmood

محمود تجھیں پورا دستا ہنر وفا کا — سب سے کیا ہنر جو بہاوے تو پی کو اس ہنر سے

باقی

تیری انکہان زلف سے کافر ہوا سارا جہان — اسلام اور تقوے کہان باور مسلمانی کدھر

ہاشم

دکھن اور ہند کے دلبر ہمن سے پیچانتے ہیں — کہ مکھڑے چاند سے پرجن سے خدا کے پیچانتے اچھے

ولیکن ان سبہوں میں محمد ولی ولی سرآمد اقران و امثال تہا بلکہ اپنے عہد میں شعر گوئی میں بیمثال تہا اوسکے شعر میں نوعی غزلیت بہی ہاور دیسر ویسکے بہ نسبت اونکے کلام میں فصاحت و بلاغت بہی ہے

اشعار ولی

خدا کے آئنے سے خبردار کیا گلرو کو — نشہ بیہوشی ہے اس بادۂ ریحانی میں
ترک کرا ے رقیب فرعونی — آہ میری عصا ی موسے ہے

مرا دل مجھسے کر کے بیوفائی	پسند خاطر خوبان ہوا ہے
اک دل نہین آرزو سے خالی	ہر جا ہے محال اگر خلا ہے
بس ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق	کوچۂ زلف ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

یہ شخص عالمگیر بادشاہ کے آخر عہد مین اورنگ آباد سے دار الخلافت مین آیا تھا اور اسکی عہد سے شاہجہان آباد مین ریختہ شعر کہنے کا رواج ہوا اور بیشتر صاحب علم اور موزون طبعون نے اس زبان مین شعر کہا ہے چنانچہ میر معز موسوی خان فطرت کہ سادات موسوی [illegible] سے تھے اور سنہ ۱۱۰۱ گیارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی تھی اور شاعر کامل میرزا عبد القادر بیدل مرحوم کہ جنہی نے سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا اور میرزا عبد الغنی بیگ قبول کہ سنہ ۱۱۳۹ گیارہ سو انتالیس ہجری مین قضا کی اس زبان مین شعر کہے ہین چنانچہ ان [illegible]

فطرت

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے	در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

بیدل

مت پوچھ دل کی باتین وہ دل کہان ہے ہم مین	اس تخم بے نشان کا حاصل کہان ہے ہم مین
جب دل کے آستان پر عشق آن کر پکارا	پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم مین

عبد الغنی بیگ قبول

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن	تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

پھر محمد شاہ بادشاہ کی اوائل عہد یعنی سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین جب دیوان ولی کا شاہجہان آباد مین آیا اسکی شہرت ہوئی ہر جگہ مشہور ہوا سبھون نے اسکو دیکھا [illegible] رواج اس فن کا بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ ہو گیا اوس عہد کی سخنوران نامی و شگفتہ پردازان گرامی مین نجم الدین آبرو معروف بشاہ مبارک شرف الدین علیخان پیام شیخ ظہور الدین حاتم جعفر علیخان زکی میر سجاد محمد شاکر ناجی ہین یہ اشعار اونکے ہین

آبرو

کیون چھپا ظلمت مین گر اوس سبز خط سے شرمندہ تھا	جان کچھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کی [illegible]

نہ دیوے لیکے دل وہ جلد تسکین — اگر باور نہو تو مانگ دیکھو

پیام

بات منصور کو فضول ہے — دار عاشق کو آہ سولی ہے

حاکم

آتا ہے اب نشہ کے طرف جی کبھو کبھو — ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو
تم تو بیٹھے ہوے یہ آفت ہو — اوٹھہ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
مفلسی اور داغ اے حاکم — کیا قیامت کرے جو دولت ہو
پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے — ساقی شتاب آکہ خزان مین بہار ہے
سب خوش واس و دوستین ہین سب عالم — اندوہ کیا شراب مستی ہے
سر کو پٹکا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے — ہمنے شب ہجر کی دولت سے مزا لوٹا ہے
ہر صبح اوٹھہ بتون سے مجھے رام رام ہے — زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

رنگی

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے کہا — ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینہ کوٹا

سجاد

لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون — زہر کی اپنی تلخ کرتا ہون
جب ہم آغوش یار ہوتے ہین — سب فرشتے و ہر کنار ہوتے ہین
بتون کے آتشین کسقدر مانتا ہے — یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

ناجی

ماہرو جب سفید پوش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
ترے رخسار کے پہ تو سیلے شوخ — پری خانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ — پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
ان بتون کو ہم فقیروں نے کہو کیا کام ہے — یہ تو طالب زر کے ہین اور یان خدا کا نام ہے
عرض مطلب مین کبھی اک وفا کی نہ سنے — ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

لیکن ان سبھوں میں افصح ظہور الدین حاتم تھا اوسنے ایک دیوان زبان قدیم میں دوسرا دیوان
اسے بدیوان زادہ زبان جدید میں یادگار ہے اسکے بہت سے نامی شاگرد تھے سب میں
ممتاز مرزا رفیع سودا تھا قصیدہ خوب کہتا تھا اور اوسکو بڑا فروغ ہوا تھا غرض محمد شاہ
بادشاہ کے عہد میں نظم ہندی کا بڑا رواج ہوا اور بیشتر اہل علم ریختہ کہنے لگے مگر کسی نے محاورہ
قدیم کو ترک کیا نہیں آخرش مرشد کامل ہادی آگاہ دل حضرت میرزا مظہر جانجانان
رحمۃ اللہ علیہ نے زبان قدیم کی اصلاح کی یعنی پہلے حضرت ہی نے بہ تتبع اشعار
فارسی زبان ریختہ کو الفاظ غیر مانوس سے خالی کیا اور ترکیب خوب و بندش مرغوب
سے نیا جلوہ دکھلایا اور حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ و میر محمد تقی و میرزا سودا
و میرزا جعفر علی حسرت نے بھی اور اور جزوی آرایش و پیرایش اسکے زبان قدیم
میں تصرف کیا کہ ایک طرز جدید پیدا ہوا یعنی لفظ ستی سے حرف تے اور لفظ ایدہر
اور لفظ بیر یعنی بار وغیرہ سے حرف یا اور لفظ ادہر اور آونا اور جیونا وغیرہ سے
حرف واو کو نکال دیا اور باتان اور راتان وغیرہ الفاظ کے علامت جمع کو واو یا
نون سے بدل دیا و یتیم و درسن و پالی و دریں و سانجہ و بھتیرہ و اگن و سجن وغیرہ
الفاظ کو ترک فرمایا اور اوسی زبان میں قلندر بخش جرأت و غلام ہمدانی مصحفی
و انشاء اللہ خان و میر حسن دہلوی و نصیر دہلوی وغیرہ شعرای دہلی و لکھنؤ شعر کہتے
رہے چنانچہ اشعار مرقومہ ذیل سے ظاہر ہوگا

مظہر

گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا — لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس — کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
توفیق دے کہ شور سے اک دم وہ چپ رہے — آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں
اگر ملیے تو خفت ہے نہ ملیے تو قیامت ہے — غرض نازک مزاجوں کی محبت سخت آفت ہے

درد

تہمت چند اپنے ذمے دہر چلے — کس لیے آئے تھے ہم کیا کر چلے

شمع کے مانند ہم اس بزم میں
چشم نم آئے تھے دامن تر چلے
ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے
درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

میر

گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم
لیک لگ چلنے میں بلا ہیں ہم
اے بتاں اس قدر جفا ہم پر
عاقبت بندۂ خدا ہیں ہم
سرمہ آلودہ مست رکھا کر چشم
دیکھ اس چشم سے خفا ہیں ہم
ہے نمک سود سب تن مجروح
تیرے کشتوں میں میرزا ہیں ہم
آستاں پر ترے ہی گذری عمر
اسی دروازے کے گدا ہیں ہم
تیرے کوچے میں تا بکے رکھا
کشتۂ منت وفا ہیں ہم
کوئی خواہاں نہیں ہمارا میر
گویا جنس ناروا ہیں ہم

سودا

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
ٹپکا تری آنکھوں سے کوئی لخت جگر بھی
اے نالہ صد افسوس جواں مرنے پہ تیرے
دیکھا نہ کبھی تو نے ذرا روی اثر بھی
کس ہستی موہوم پہ نازاں ہے تو اے یار
کچھ اپنے شب و روز کی ہے تجھ کو خبر بھی
تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی

حسرت

جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجراں ہے
جو ایسا ہی دل دیوانہ میرا درپئے جاں ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ ہے اور دامن گریباں ہے
اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے
تو اس یعقوب پر اک مصر ہے یا کنعاں ہے

بہلا پہر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجیے
جسے ہم دوست سمجھے تہے وہ اپنا دشمن جان نکلے

بہ رنگ شمع دل جلتا ہے تربت پر مرے سو بہی
چراغ صبح کی مانند کوئی دم کا مہمان ہے

یہ کسکی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ ہے گرد و
غم و درد و الم فریاد و افغان شیون خوان ہے

قطعہ

گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار اوپر
جو دیکھا تو بشدت آتش سوزان فروزان ہے

تعجب ہمکو آیا کہولکر دیکھا جو مرقد کو
نہ جسم و پوست باقی ہے نہ نام استخوان باقی ہے

مگر اک راکہہ کا تودہ پڑا ہے اور اوسمین سے
پیاپے شعلہ اوٹہتے ہین اور اک انگارسا پنہان ہے

جرأت

کوئی یان اوسکو لے آوے بلا کے
بہانہ سے کسی اور آشنا کے

ہزار افسوس کیون لے زندگانی
چلی یون خاک مین ہمکو ملا کے

بہتان تیغ تغافل سے نہ مارو
کہ مین ہم آ گئے ہی مارے خدا کے

کرے ہے کس مزے سے دل کی چوری
وہ اوسکا دیکہنا نظرین چرا کے

نگاہ یار ہے یون جانب دل
نشانہ کو کوئی جیسے کہ تاکے

گیا وہ درد پہلو سے کہ جسکو
کبہی روتے نہ تہے ٹک چہاتی لگا کے

چلی موہنہ موڑ کر کیون اے جوانی
ہمین یہ ولولے اپنے دکہا کے

غضب ہے لیتی ہی آغوش مین ہائے
وہ اوسکا سانس لینا کسمسا کے

چلو بخشو گنہ بندے کا صاحب
بٹہہا او اپنی محفل مین بلا کے

اوٹہا کر آنکہہ گر دیکہون بحسرت
تو مجہکو ماریو گردن بہا کے

تیوں کے غم مین دی یون جان جرأت
کیا کیا تو نے اے بندے خدا کے

مصحفی

ہے اوس صف مژگان سے مقابل کئی دن
پہر جان پہ کہیلا ہے مرا دل کئی دن

پہر وحشت دل سلسلہ جنبان سفر ہے
پہر سر پہ چڑہی رہتی ہے منزل کئی دن

اللہ کرے خیر چڑہائی ہوئے تیوری
بگڑا ہوا پہرتا ہے وہ قاتل کئی دن

حیرت ہے یہان شہرہ ہے وہان نیچی نگاہین
پردے ہین نہ بیچ مین حائل کئی دن سے

اوس در پہ کوئی جائے تو کیا خاک خوشی لے
بہر دی ہے وہان دشمن ہی کہگل کئی دن سے

ناخن کو ہے کیا فکر دل آزاری مجنون
خالی لیے پہرتا ہے جو محمل کئی دن سے

ناخن کے خراشون نے تراشے ہین گل ایسے
سینہ پہ ہوا سیر کے قابل کئی دن سے

کوتاہی مد نظر شوق سے مارا
اب پہر نظر آتا نہین ساحل کئی دن سے

دیکھا ہو کسی نے تو کوئی اوسکو بتاؤ
روپوش ہوا ہے مرا قاتل کئی دن سے

اے مصحفی دو دن نگیا مین تو وہ بولا
آیا نہین در پر مرا سائل کئی دن سے

انشا

ٹک آنکھ ملاتے ہی کیا کام ہمارا
تسپر یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا

تمنے تو نہین خیر یہ فرمائیے بارے
پہر کن نے لیا راحت و آرام ہمارا

ہنسنے جو کہا آئیے مجھ پاس تو بولے
کیون کسلیے کس واسطے کیا کام ہمارا

رکھتے ہین کہین پاؤن تو پڑتا ہے کہین اور
ساقی تو ذرا ہاتھ تو لے تھام ہمارا

ٹک دیکھا ادہر غور کر انصاف سے پیارے
ہو جرم و گنہ غیر سے اور نام ہمارا

اے باد سحر محفل احباب مین کہیو
دیکھا ہے جو کچھ حال تہ دام ہمارا

سرگشتگی راہ شوق مین اے عشق
پڑتا ہے نئے وضع سے ہر گام ہمارا

اے برہمن دیر محبت مین صنم کے
اللہ ہی باقی رکھے اسلام ہمارا

ہم کوچہ دلدار کے ہوتے ہین تصدق
اے شیخ حرم سے ہے یہی احرام ہمارا

بیتابی دل کی سبب اوس شوخ تک انشا
پہونچے ہے بلا واسطہ پیغام ہمارا

حسن

غیر کو تم نہ آنکھ بہر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادہر دیکھو

خاک مین مت ملاؤ دل کو مرے
جی مین سمجھو ٹک اپنا گھر دیکھو

دیکھنا زلف و رخ تمہین ہر وقت
شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

گل ہوے جاتے ہین چراغ کی طرح
ہمکو ٹک جلد آنکر دیکھو

آپ پر اپنا اختیار نہین
راقم باتون مین تو وہ ہو نہ سکا
سخت دل کو نہ سمجھو مژگان پر
وہ ہے آنکھون مین اپنا مثل حباب
وصل ہوتا نہین بھلا کبھو مگر
دیکھتے ہی نہین تو کیا ہے کبھی
ڈھلتے ہو تم بنان او دہرے کیسے
عشق بازی سے باز او حسن

جب سر ہے ہمیں کس قدر دیکھو
نقش و افسون ہی کوئی کر دیکھو
عاشقی کا ہے یہ ثمر دیکھو
ہم تمہین کرتے ہین خبر دیکھو
اپنی ہستی سے تو گزر دیکھو
کہیے تب حال کچھ اگر دیکھو
آج کل جسکے ہاتھ زر دیکھو
چھوڑ دو اپنا یہ ہنر دیکھو

تضمین

مین ہی تھا جو دلکو رہا تھام اب تلک
ہم چشمی اوسکی چشم سے جو کی تھی اس نے
ہے یاد اوسکے دل مین ہماری کہنے آگے
یہان جہت سے آنکھین لگ گئین وہان او باہر
مرکر بھی ہمنے اس دل مضطر کے ہاتھ سے
آسا گیا شتاب ترے انتظار مین
سرگشتہ گو ہون صورت پرکار کے
صیاد مین وہ صید ہون جسکے جال پر
جوت گرد باد خاک ہین یہان فراق مین
کہا کہا کے داغ سر چراغان مین ہو گیا
ظاہر مین اوسکے گو ہے رکاوٹ ابھی نصیر

غم کر چکا تھا ورنہ مرا کام اب تلک
ہم پھوڑتے ہین دیدہ بادام اب تلک
بھولے سے بھی لیا نہ کبھی نام اب تلک
آیا نہ حیف تا بہ لب بام اب تلک
پایا نہ زیر خاک کچھ آرام اب تلک
پڑتا ہے یہان دعا ہی قدح جام اب تلک
باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک
صد چشم جہرے نگران دام اب تلک
دامن کشان ہے گردش ایام اب تلک
ہرگز ملا نہ پردہ گل اندام اب تلک
جاری ہے رسم نامہ و پیغام اب تلک

اور اونہین دنون مین الفاظ لاطینی مثل کپتان وغیرہ و الفاظ پرتگیزی مثل نیلام و کمرا و پاو یعنی نان پاو وغیرہ و الفاظ فرانسیسی مثل قرابین وغیرہ و الفاظ انگریزی مثل بکسی و گلاس و کاگ وغیرہ بھی زبان اردو مین داخل ہو گئے آخر

جب زمانہ حکیم محمد مومن خان مومن و شیخ محمد ابراہیم ذوق و میرزا اسد اللہ خان غالب و شیخ امام بخش ناسخ و خواجہ حیدر علی آتش کا آیا ان لوگون نے زبان اردو کے روزمرہ کو خوب صاف کیا اور کلام کو فصاحت و بلاغت سے بہر دیا اور کبھین اور ہیگا وغیرہ بہت سے الفاظ کو استعمال سے خارج کر کے اس زبان کا رتبہ ایسا بڑہا دیا کہ اشعار اردو کو اشعار فارسی کے ہم پہلو کر کے دکہا دیا لیکن اس عہد مین دہلی اور لکہنؤ کی زبان مین بڑا فرق ہوگیا یعنی شعراے دہلی کے بہت سے ترک کردہ لفظ و ترکیب کو شعراے لکہنؤ نے جائز رکہا اور بہت سے لفظ و ترکیب کو جو شعراے دہلی کے نزدیک درست تہے شعراے لکہنؤ نے ترک کر دیا تفصیل اوسکی باعث طول کلام ہے لیکن ہیچمیرز کو اوائل فکر سخن سے اس امر کا خیال تہا کہ دہلی یا لکہنؤ کی زبان مین جو بات اچہی معلوم ہو وہ اوسکو اخذ کرون اور جو بات بری معلوم ہو اوسکو ترک کرون چنانچہ ویسا ہی کیا

مومن

وہ جو ہم مین تم مین قرار تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو / وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو لطف مجہ پہ تہے پیشتر وہ کرم کہ تہا مرے حال پر / مجہے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نئے گلے وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین / وہ ہر ایک بات پہ روٹہنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبہی بیٹہے سب مین جو روبرو تو اشارتون ہی سے گفتگو / وہ بیان شوق کا برملا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دمبدم / گلۂ ملامت اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جیکو بری لگی / تو بیان سے پہلے ہی بہولنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبہی ہم مین تم مین بہی چاہ تہی کبہی ہمسے تمسے بہی راہ تہی / کبہی ہم بہی تم بہی تہے آشنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
سنو ذکر ہے کئی سال کا کہ کیا اک آپ نے وعدہ تہا / سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کہا مینے بات وہ کون تہی مرے دل سے صاف اتر گئی / تو کہا کہ جانے مری بلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا / وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ کہتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ذوق

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

تیر و پیکان چلتے تھے دل مین وہ اپنے نکال
اپنے ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

دیکھکر قاتل کو بدلائے خراش و لمین خون
سچ تو یون ہے مسکرانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

خط مین لکھکر اونھین بھیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

تیغ تو اچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

وہان سے ابرو یہان گردن پہ پھیری ہمنے تیغ
بات کا ایما ہی پانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

ہمنے پہلی ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیورونکا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر
کیا سکھایگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

کیا ہوا اے ذوق ہین جون ملک ہم رو سیاہ
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

غالب

نکتہ چین ہے غم دل اوسکو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہان بات بنائے نہ بنے

مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر اے جذبۂ دل
اوس پہ بنجائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

کھیل سمجھا ہے کہین چھوڑ نہ دے بھول نہ جائے
کاش یون بھی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے

غیر پھرتا ہے لئے یون ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے

کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کسکی ہے
پردہ چھوڑا ہے وہ اوسنے کہ اوٹھائے نہ بنے

موت کی راہ نہ دیکھون کہ بن آئے نہ رہے
تمکو چاہون کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

عشق پر زور نہین ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

ناسخ

یہ نور ہے روی حسین کا کہ ہو تجلی چاند چودہوین کا
بسکہ وصف ہے ان لبان شیرین ہای دہن زبان ہے شیرین
چشم فتان ہے غیرت غزال زلف پیچان ہے رشک سنبل کا
یہ جوش پر بیان ہے اشک کا ہم کہا تون دریا ہے آستین کا
بسکہ ہے جوش داغ ہجران ہوا ہے سینہ باغ فردوس
اور سکے سایہ کا عالم کہ جسکو دیکہا ہو وہ بیدل
بڑا ہے ... عاشق کا ... ہو دیوانہ
اگر ہو پیدا ... یقین ہے ہو خاک میں جلکر
قضا وقت ... ان ... اپنا ... سب

جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہے مشک چین کا
بدن میں جب تک ہے جان شیرین مزا ہے تجھ بن انگبین کا
عذار میں ہے شباہت گل بدن میں عالم ہے یاسمین کا
جسے کہتے ہیں سب جہنم شرر ہے اک آہ آتشین کا
پڑی ہے گلگشت جا ہی غلمان خیال لب ہر جا ہے اک حسین کا
بنا ہے تیغ قضا ہی ہمر لقب ہے قاتل کی آستین کا
بنا ہے عشق بتان میں ہمر کا نشان سجدہ ہر جبین کا
سنا جو ہو آفتاب محشر کہیں بڑھی ہے داغ آتشین کا
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند رتبہ اس زمین کا

آتش

تار تار پیرہن میں بھر گئی ہے بوی دوست
چہرہ رنگین کو لئی دیوان رنگین ہے مگر
ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے درا
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
واہ ری شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تہا
دل ... تو نہفت ...
... سی تو ... آ
خوشبو گل ... اپنا خاک پر سو گئی میں آپ
یاد گیسو ... ہم
اور ... آتش ... دیکہی ...

مثل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلوی دوست
حسن مطلع میں ہمسین سطلے صاف ابروی دوست
دوش سے نیچے نہیں اترتی ہی گیسوی دوست
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روی دوست
پنجہ مشکل سے کہلیں گے عقدہ ہای موی دوست
دشمن جان ہین جو آنکہین دیکھتی ہین سوی دوست
چار تلوار دل میں شکل ہو جائیگا بازوی دوست
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تہا زانوی دوست
جب اڑالی ہے ہوای تند خاک کوی دوست
دل سوا شیشے سے نازک ہے تو نازک خوی دوست

ناسخ

کب ہمرہ خندہ شادی وصلت سے ہم نشین
الگ جاک اپنے ہاتھوں سے دامان غم نہین

گالی مجھے جو دی تو جلی غیر رشک سے
اوس بت کی دشمنی بہی محبت سے کم نہین

ہوتا ہون قتل لطف و عنایات یار سے
مین زیر بار منت تیغ ستم نہین

کہتے ہین غیر حال مرا دیکھ دیکھکر
تیغ جفا سے تیرے وفا یار کم نہین

کہتا ہے مجھکو قتل ترا وعدہ وصال
ومباز تیغ تیز سے کم تیرا دم نہین

آسان ہر اہل دل ہے جہان کی سیر
کم خط جام سے کبھی نقش درم نہین

اوس بت کی ہجر مین جو ٹپکتی ہین اشک صاف
سنگ جگان سے کم مرے چشمان نم نہین

حل ہو گیا ہے مسئلہ جبر و اختیار
مین قید زلف یار اوسے میر اشم نہین

نساخ ہے جو طائر مضمون کی فکر مین
شہباز تیز پر ہے ہمارا قلم نہین

خاتمۃ الطبع

جان آفرین خدای را سپاس کہ رسالۂ نادرہ اعجوبہ بیان تحقیق حقائق اردو زبان
موسوم بہ زبان ریختہ تصنیف لطیف سحر پرور جادو نگار جناب مولوی
عبد الغفور خان بہادر نساخ سلمہ الغفار در مطبع نامی جناب معلی القاب
منشی نول کشور در لکھنو بماہ جون سنہ ۱۸۷۴ع مطابق جمادی الاول ۱۲۹۱ ہجری
زیور تمامی در بر کشیدہ سرمہ کش ارباب بصر گردید

